OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 www.arjish.com ISSN (PRINT): 2707-1200
DOI: https://doi.org/10.53575/u6.v6.01(22)43-48

تربیت اور کردار سازی۔۔۔۔فکرِ اقبال کی روشنی میں

Training and character building... In the light of Iqbal's thought

Dr. Naila Abdul Karim
Lecturer Karakoram International University Gilgit.

Dr. Mazhar Iqbal (Kalyar)
Lahore, Punjab, Pakistan .

Dr. Aamar Iqbal
Federal Urdu University, Islamabad.

Received on: 07-01-2022 Accepted on: 08-02-2022

Abstract

It is the responsibility of not only parents but also teachers to take care children's education and training. In the formation of healthy society where the children's educational, economic, social and societal needs are to given importance. Their children's training and character building are also important and in need of attention. Children of all ages have different interests. Therefore, instead of formal teaching of Iqbal's diverse ideas, it is imperative to make regular arrangements for training for children at home and at educational institutions to adopt Iqbal's bright thinking .We cannot abdicate our duties just by including a poem of Iqbal in every Urdu book. Because only through access to the purpose of Iqbal's ideas can children emerge in the form of a positive role in society. Instead of just literature use for entertainment, we can make Shaheen's image of Pakistani thinker a reality by creating children's characters through literature for training. Dr. Allama Mohammad Iqbal's ideas and thoughts should be given special importance to nurture the minds of children.so of course we as teachers, parents and the person of society can be make the children strong advocates. And can protect negative effects of society . Because Iqbal's thought is not for any particular era or century. It is for every era and every century.

Keywords: In training and character building, it is important to understand and apply Iqbal's thoughts in the true sense of the word.

خلاصہ:

بچوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کو مدِ نظر رکھنا نہ صرف والدین بلکہ اساتذہ کی بھی اہم ذمہ داری ہے-ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل میں جہاں بچوں کی تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور سماجی ضروریات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ وہاں بچوں کی تربیت و کردار سازی بھی اہمیت کی حامل اور توجہ کی متقاضی ہیں—ہر عمر کے بچوں کی دلچسپیاں مختلف ہوتی ہیں۔اس لیے بچوں کو اقبال کے متنوِع افکار سرسری پڑھانے کی بجائے فکرِ اقبال کی روشنی میں گھر کی سطح پر اور تعلیمی اداروں کی سطح پر بچوں کے لیے تربیت کا باقاعدہ انتظام کرنا اشد ضروری ہے۔ صرف ہر اُردو کی کتاب

میں اقبال کی ایک نظم شامل کر کے ہم اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اقبال کے تصوّرات کی مقصدیت تک رسائی سے ہی بچے معاشرے میں ایک مثبت کردار کی شکل میں نمودار ہو سکتے ہیں۔ صرف اور صرف ادب برائے تفریح کی بجائے، ادب برائے تربیت سے بچوں کی کردار سازی کر کے ہم مفکرِ پاکستان کے تصوّر شاہین کو حقیقت میں ڈھال سکتے ہیں۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے تصوّرات اور افکار کو بطورِ خاص اہمیت دے کر بچوں کے ذہنوں کی آبیاری کی جائے۔ تو یقیناً ہم بحیثیت استاد، والدین اور عام معاشرتی فرد کے بچوں کو مضبوط کردار کے علمبردار بنا سکتے ہیں۔ اور معاشرے کی منفی سرگرمیوں کے اثرات سے محفوظ

کلیدی الفاظ: تربیت اور کردار سازی میں فکرِ اقبال کو صحیح معنوں میں سمجھنا اور بروئے کار لانا وقت کی اہم ضرورت

یہ بات ہر اعتبار سے واضح ہے۔ کہ علامہ اقبال ہر دور اور ہر صدی کے شاعر ہیں۔ اقبال کی فکر کسی مخصوص دور یا وقت کے لیے نہیں۔ بلکہ اقبال کا پیغام ہر نسل، قوم اور خطے کے لیے ہے۔ کیونکہ اقبال کی شاعری کا مقصد کردار سازی، تربیت اور بالخصوص بچوں کی علمی و فکری تعمیر و ترقی کا راہ دکھانا ہے۔ تاکہ آج کے بچے کل کے نوجوان بن کر قوم کی بھاگ دوڑ سنبھالنے کے قابل ہو سکیں۔ اور یہ تبھی ممکن ہے۔ اگر اقبال کی فکر اور فلسفے کہ تربیتی بنیادوں کے حوالے سے دیکھا جائے۔ اور ان کی تہذیب کو بدلنے کے لیے بروئے کار لایا جائے۔ ایک مسلم تہذیب وہی ہے۔ جس کا درس قرآن وحدی نے دیا۔ اقبال کا کام اس درس کی تشریح ہے۔ جس پر غور و خوض سے ہی ہمارے مسائل کا حل ممکن ہے۔ کسی بھی تہذیب کو پروان چڑھانے کے لیے یہ ضروری ہے۔ کہ پہلے ان مسائل کو قابل فہم بنایا جائے۔ جن کی وجہ سے خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔ اور معاشرے کو پسماندگی کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ اور مقصدیت سے دور لے جا رہی ہیں۔ حال اور مستقبل کو خسارے سے بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ اپنی قوم کے بچوں میں شعور بیدار کیا جائے۔ تاکہ بامعنی کردار کی جڑ مضبوط ہو سکے۔ فرد اور معاشرہ میں آگہی و شعور کی بیداری اہم ترین کارنامہ ہے۔ اس لیے کہ اقبال کی فکر سے فکر شناسی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ درسی کتب میں اقبال کی ایک آدھ نظم شامل کر کے نئی نسل کو اقبال کے افکار سے متعارف کروانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اسی لیے حسن عباس نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے کیا خوب فرمایا ہے۔

"کسی قوم کا مستقبل اس کے نوجوان خصوصاً بچے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی قوم اپنے نظامِ تعلیم و تربیت میں بچوں کی تربیت کو مناسب مقام دینے میں کامیاب ہو جائے۔ تو اس کے مستقبل کے محفوظ و مامون ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔"(1)

بچوں کی تعلیم و تربیت کے مراحل انتہائی نازک ہوتے ہیں۔ اگر وقت پر ان کا بندوبست نہ کیا جائے۔ تو ان کے بگڑنے میں وقت نہیں لگتا۔ خود اگر اقبال کی زندگی کا بغور جائزہ لیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی زندگی کو سنوارنے میں اساتذہ کرام اور والدین کا بڑا اہم کردار ہے۔ جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر بالخصوص توجہ کی ضرورت ہے۔ اور استاد کے مرہونِ منت ہی اقبال کو فارسی زبان پر عبور حاصل ہوا۔ اور انھوں نے نہ صرف اردو بلکہ فارسی زبان میں ایسا کلام کہا۔ جس کے چرچے دنیا کے طول و عرض میں پھیل گیئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اقبال نے خداشناسی کے سفر کے لیے دعا کو اہمیت دی۔ اور اقبال کی نظم بچے کی دعا ہی تربیت کا پہلا زینہ ہے۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری

زندگی شمع کی صورت ہو خدایا مری(2)

علاوہ ازیں اقبال نے اطفال کے حوالے سے جتنا بھی کلام لکھا۔ان سب میں کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق ملتا ہے۔جس کا مقصد بچوں کی فکری زندگی کی آبیاری کرنا ہے۔ جیسے بانگ درا میں ایک "مکڑا اور مکھی" نظم کا لب لباب یہ ہے۔کہ انسانی بچوں کو دشمن کی جھوٹی تعریف کو سمجھنا چاہیے۔کیونکہ خوشامد بری بلا ہے۔جس کا انجام کسی طور بھی اچھا نہیں۔جس کی عکاسی اقبال نے کچھ یوں کی ہے۔

مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی

بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا

انکار کی عادت کو سمجھتی ہون برا میں

پاس آئی تو مکڑے نے اچھل کر اسے پکڑا

بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی

آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا(3)

اسی طرح اقبال نے ایک پہاڑ اور گلہری میں یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔کہ دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز کی تخلیق میں اس خالق کائنات کی کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔اس لیے کسی شے کو حقیر یا برا نہیں سمجھنا چاہیے۔اور غرور و تکبر سے بھی بچنا چاہیے۔اس لیے اقبال نے فرمایا۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں

کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں (4)

ہمارے معاشرے میں ایک عام رواج ہے۔کہ جب تک کوئی ہمارے ساتھ بھلائی اور احسان کرتا ہے۔ہم اس کے گن گاتے ہیں۔اس کی تعریفوں کے پل باندھتے ہیں۔ جیسے ہی وہ کبھی ایک آدھ بار کسی معاملے میں ہماری مدد نہین کر پاتا۔تو ہم بڑی جلدی اس کے سابقہ احسانات بھول جاتے ہیں۔اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔اسی لیے اقبال نے اپنی نظم ایک گائے اور بکری میں یہ بات بتائی ہے۔کہ کسی انسان کو دوسرے سے تکلیف پہنچنے پر فوراہی اس سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔بلکہ یہ دیکھنا ضروری ہے۔کہ اس تکلیف کے پہنچنے پر بھول گیا اور گلے شکوے شروع کر دیے۔تو اقبال اسی بابت فرماتے ہیں

قدر آرام کی اگر سمجھو

آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو

گائے سن کر یہ بات شرمائی

آدمی کے گلے سے پچھتائی

دل میں پر کھا بھلا برا اس نے
اور کچھ سوچ کر کہا اس نے
یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی (5)

بچوں کے لیے اقبال کی ہر نظم میں تربیت کا کوئی نہ کوئی نکتہ چھپا ہے۔ جو غور طلب ہے۔اسی طرح ان کی ایک نظم ہمدردی ہے۔ جس میں اقبال دوسروں سے حسن سلوک سے پیش آنے کی نصیحت کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہر ایک کے ساتھ اپنا ہو یا پرایا ہمدردی کا سلوک کیا جائے۔ کہ صحیح انسانیت اعر اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے۔اسی لیے اقبال فرماتے ہیں:

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے (6)

اقبال نے بچوں کے لیے اپنی لکھی گئیں تھوڑی سی نظموں میں بھی ان تمام امور کا ذکر کر دیا ہے۔ جو بچوں کی تعلیم و تربیت میں بنیاد کا درجہ رکھتے ہیں۔ اقبال کی نظم ماں کا خواب کا مرکزی خیال یہ ہے۔ کہ مرنے والے کی جدائی میں بے قرار اور بے چین ہونے کی بجائے اس کی روح کو ثواب پہنچانے کا کام کرنا چاہیے۔ جس کا اظہار اقبال نے کچھ یوں کہا ہے۔

رلاتی ہے تجھ کو جدائی میری
نہیں اس میں کچھ بھلائی میری
یہ کہہ کر وہ کچھ دیر تک چپ رہا
دیا پھر دکھا کر یہ کہنے لگا
سمجھتی ہے تو ہو گیا، کیا اسے
تیرے انسوؤں نے بجھایا اسے (7)

اقبال نے اپنی نظموں کے حوالے سے جو پیغام دیا۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بچوں سے اقبال کو کس قدر گہرا لگاؤ تھا۔ اور بچپن کی ان کے ہاں کس قدر اہمیت ہے۔ تبھی تو انھوں نے اپنی شاعری کے آغاز میں ہی بچوں کی طرف توجہ کی۔ اپنی نظم پرندے کی فریاد میں اقبال نے پرندوں کی آزادی کی جانب توجہ مبذول کروائی ہے۔ کہ انھیں قید کرنے کی بجائے آزاد کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ پرندے چہچہاتے اور فضا میں اڑتے پھرتے ہی اچھے لگتے ہیں۔ اللہ نے انھیں پر اڑنے کے لیے ہی دیے ہیں۔ چنانچہ انھیں قید کرنے کا مطلب انھیں تکلیف پہنچانا ہے۔ اس لیے انسانوں کے لیے یہی بہتر ہے۔ کہ وہ پرندوں کو آزاد کر کے ان سے دعا لیں۔ اقبال قیدی پرندے کی فریاد یوں بیان کرتے ہیں۔

اس قید کا الٰہی دکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے کہیں قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں

آزاد مجھ کو کر دے او قید کرنے والے

میں بے زباں ہوں قیدی، تو چھوڑ کر دعا لے (8)

اقبال اپنی نظم طفل شیر خوار میں بچے کی فطری سادگی اور غیر مستقل مزاجی کا ذکر کرتے ہیں۔اور کہتے ہیں کی وہ نوجوان اور بوڑھے بھی بچوں کی طرح ہی ہوتے ہیں۔جو عارضی اور ظاہری لذت پر فریفتہ ہوتے ہیں۔اور اشیا کی اصلیت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔اسی حوالے سے اقبال فرماتے ہیں:

عارضی لذت کا شیدائی ہوں چلاتا ہوں میں

جلد آجاتا ہے غصہ جلد من جاتا ہوں میں

میری آنکھوں کو لبھالیتا ہے حسن ظاہری

کم نہیں کچھ نادانی سے نادانی میری

تیری صورت گاہ گریاں گاہ خنداں میں بھی ہوں

دیکھنے کو نوجواں ہوں طفل ناداں میں بھی ہوں۔ (9)

اقبال کے کلام سے یہ بات واضح ہے۔کہ یہ پیغام کسی مخصوص طبقے یا رنگ وصورت کے بچوں کے لیے نہیں ہے۔بلکہ ہر قوم کے بچوں کے لیے ہے۔بقول طاہر احمد تنولی:

"اگر ہم نے واقعی اقبال کی فکر کو کسی حقیقت میں بدلنا ہے تو ہمیں کسی ادارے، کسی ادارے، کسی حکومتی سرپرستی اور حکومتی اقدام کا انتظار کیے بغیر اپنی نسل نو کے اندر ایک منظم طریقے سے شعور اور احساس پیدا کرنا ہے۔جس کے ذریعے اسے اپنے منصب سے آگہی ہو۔وہ اپنی عظمت اور زندگی کی مقصدیت سے آشنا ہو۔اور اس مقصد کے لیے جینا شروع کرے۔" (10)

اسی طرح عہد طفلی، بچہ اور شمع اقبال کی ایسی نظمیں ہیں۔جن سے اندازہ ہوتا ہے۔کی اقبال کی بچوں کی نفسیات پر کتنی گہری نظر تھی۔اس سلسلے میں عبد القوی اظہار خیال کرتے ہوے کہتے ہیں:

"اقبال نے اگرچہ بچوں کے لیے بہت زیادہ نظمیں نہیں کہی ہیں۔لیکن جتنی بھی ہیں ان کے ذریعہ دلچسپ انداز میں زندگی کو سمجھنے اور بہتر طریقہ سے اسے برتنے کا سبق دیا گیا ہے۔اور ساتھ ساتھ وطن پرستی اور انسان دوستی کا احساس بھی جگایا گیا ہے۔" (11)

شاعری میں ہر شاعر کا اپنا انداز بیاں ہے۔کوئی شاعر ترنم اور موسیقیت کو ترجیح دیتا ہے۔کسی کے لیے جزبات اور تخیل کی اہمیت ہوتی ہے۔مگر بچوں کے لیے لکھی گئی شاعری میں تخیل کو آگے بڑھانے کا اہتمام ضرور ہونا چاہیے۔اسی نکتے کے حوالے سے فاطمہ کچھ یوں اظہار خیال کرتی ہیں:

"بچوں کی نظمیں ایسی ہوں کہ ان کے ذہین، دل اور تخیل کو تعجب، حیرت اور حسن سے متاثر کر سکیں۔" (12)

تاہم کلام اقبال پڑھنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے۔کہ اقبال نے بچوں کے لیے جو شاعری کی۔وہ صرف لطف اندوزی تک محدود نہیں۔بلکہ اس میں یکسانیت اور نصیحت پائی جاتی ہے۔تاکہ بچوں کو انسان کامل کا علم ہو۔اسی لیے اقبال نے اپنی نظم ایک پرندہ اور جگنو میں اس حقیقت کو آشکار کیا۔جس سے انسانی زندگی دلکشی اجاذبیت کی حامل بنتی ہے۔اور وہ تبھی ممکن ہے۔جب اس میں سوز اور ساز جو عشق حقیقی کی علامت

ہیں۔ دونوں پائے جائیں۔ اسی لیے اقبال نے فرمایا:

قیام بزم ہستی ہے انہی سے
ظہور اوج و مستی ہے انہی سے
ہم اہنگی سے ہے محفل جہاں کی
اسی لیے ہے بہار اس بوستاں کی (13)

چناچہ اقبال کا اپنی شاعری کے ذریعے سے یہ پیغام بہت واضح ہے۔ کہ بچوں کی ذہنی تعمیر و تربیت اسی طرح کی جائے۔ جس سے وہ ایک انسان بن سکے۔ جو خدا شناس، صاقت و حریت پسند اور ہمدرد ہو۔ بے کسوں کا سہارا بننے کے قابل ہو۔ عمل کا دھنی ہو۔ کیونکہ اقبال نے فرمایا:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری (14)

ظاہراً اقبال نے اپنی شاعری میں بچوں کی جن صفات کا ذکر کیا ہے۔ اگر ان کو بچوں کی تربیت کا حصہ بنایا جائے۔ تو کوئی شبہ نہیں۔ کہ بچہ جوان ہو کر ویسا ہی انسان بنے گا۔ جس کی اقبال نے آرزو کی۔ اس لیے اردو کی درسی کتب میں اقبال کی صرف ایک نظم شامل کر کے اپنا فرض نبھانے کی بات نہ کی جائے۔ بلکہ پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر اقبال بطور مضمون پڑھایا جائے۔ تاکہ آج کے بچے اور کل کے نوجوان اقبال کی فکر سے مکمل آگاہی حاصل کر سکیں۔ اور وہ ویسے ہی انسان کامل ہوں۔ جیسا اقبال نے خواب دیکھا۔

بچوں کے حوالے سے اقبال کی شاعری کو وہی مقام دیا جائے۔ جس کی وہ بلا شبہ حقدار ہے۔

References

1. Abbas Hussain, Nasle-Nau-Ki-Trarbiat Aur Fiker-e-Iqbal,Mashmola, Roznama, Jung, Lahore, 9th November, 2018.
2. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.34.
3. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.29.
4. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.31.
5. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.32.
6. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.35.
7. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.36.
8. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.37.
9. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.66.
10. Tahir Ahmed Tanoli, Dr, Naujwan Nasl Ki Tarbiat Fikr-e-Iqbal Ki Roshni Main, Mashmola, Tehreek-e-Minhaj-ul-Quran, 8th April, 2019.
11. Dasani Abdul Qavi, Bachon Ka Iqbal, Naseem Book Depot, Lakhnow, 1978,P.34.
12. Fatima Masheer, Bachoon kay Adab ki Khasosiat, Anjuman-e-Taraqi Urdu Hind Aligarh, 1962,P.61.
13. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.92.
14. Allama Mohammad Iqbal, Bang-e-Dara, Educational Book House, Aligarh, 1993, P.267.